ماہ شعبان اور آج کا مسلمان

اعداد وترتیب: مختار احمد مدنی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بالجبيل
Jubail Da'wah & Guidance Center
Al Rajhi Bank: 1466080 10000219
www.jubail-dawah.com Info@jubail-dawah.com
Tel. 3625500 Fax. 3626600

رات کسی خصوصی عبادت کا اہتمام نہیں کیا' اگر یہ عبادت جائز ہوتی تو ضرور نبی کریم ﷺ پڑھتے وہ ہم سے زیادہ خیر ونیکی کے حریص اور متلاشی تھے' اور جہاں تک لوگوں کی مغفرت کی بات ہے تو یہ صرف شعبان کی پندرہویں رات کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر دن ہوتا ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ اللہ رب العالمین روز آنہ آخری تہائی رات میں سماء دنیا پر آتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے: کہ کون ہے جو مجھے پکارے پھر میں اس کی دعا کو قبول کروں' کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے دوں' کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے پھر میں اس کی مغفرت کردوں''. لہذا معلوم ہوا کہ گناہوں کی مغفرت کا کام ہمیشہ ہوتا رہتا ہے جسے صرف شب برأت کے ساتھ خاص کر دینا اللہ کی وسعت رحمت کو تنگ کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شب برأت کا مسلمانوں سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اس بدعت کے موجد شیعہ وروافض ہیں' ان کے عقیدہ کے مطابق چودہویں شعبان ان کے بارہویں امام غائب حسن عسکری کی ولادت کا دن ہے' جس کی خوشی میں حلوہ پکاتے ہیں گھروں کا چراغاں کرتے ہیں پٹاخے پھوڑتے ہیں' اور پندرہویں شعبان یعنی شب برأت کو اپنے مزعومہ امام غائب کے نام چٹھیاں لکھ کر دریاؤں اور نہروں میں ڈالتے ہیں چٹھیوں میں مسلمانوں کے موجودہ قرآن سے برأت یعنی بیزاری کا اعلان کیا جاتا ہے اور امام غائب سے ان کا اپنا قرآن جلد از جلد لے کر آنے کی درخواست کی جاتی ہے' یہ ہے اس قبیح بدعت کا اصلی روپ جسے مسلمانوں میں پھیلانے کے لئے رافضیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے دندان مبارک کی شہادت کے افسانے پھیلائے اور اس رات کے فضائل گھڑے. [ملاحظہ ہو بدعات اوران کا تعارف سعید بن عزیز بن یوسف زئی ص 27]. اس لئے ہم سنی مسلمانوں کو چاہئیے کہ اس درآمد شدہ بدعت سے فوراً توبہ کرلیں.

حلوہ خوری کی بدعت: شب برأت میں حلوہ کھانے کی رسم بھی بڑے زور

وشور کے ساتھ منائی جاتی ہے جس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ غزوہ احد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے' تکلیف کے باعث آپ کھانا کھانے سے قاصر تھے لہذا آپ ﷺ نے حلوہ تناول فرمایا تھا آپ کی اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس رات حلوہ خوری کی جاتی ہے' اسی دلیل پر حلوہ خوروں کی پوری عمارت قائم ہے۔

دین اسلام میں کسی رات یا کسی دن کسی مخصوص کھانے کی نہ کوئی ترغیب ہے اور نہ ہی حکم' انسان اپنی مرضی کے مطابق اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے جس دن جو کھنا چاہے کھا سکتا ہے' شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے' شرط صرف یہ ہے کہ وہ حلال ہو حرام نہ ہو' تاریخی اعتبار سے یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اس لئے کہ غزوہ احد شوال سنہ 3 ہجری میں پیش آیا تھا نہ کہ شعبان کے مہینہ میں' یہ کتنی خلاف عقل بات ہے کہ دندان مبارک ماہ شوال میں شہید ہوں اور حلوہ کھانے کی سنت ماہ شعبان میں ادا کی جائے وہ بھی صرف ایک دن' ایسا تو نہیں ہے کہ آپ نے صرف ایک دن حلوہ کھایا پھر آپ کی تکلیف ختم ہوگئی بلکہ کئی دنوں تک آپ کو کھانے کی ضرورت پڑی ہوگی پھر ایک ہی دن یہ سنت کیوں ادا کی جاتی ہے' اور اگر سنت سے اتنی محبت ہے تو پہلے دانت تڑوائے جائیں پھر حلوہ کھائیں' اور جہاں تک مسجدوں کو چراغاں کرنے کی بات ہے تو وہ سراسر فضول خرچی ہے اور قرآنی آیت کے بموجب فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ﴾ بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں [الاسراء آیت 27] نیز چراغاں کرنا' پٹاخے وغیرہ پھوڑنا مجوس (آتش پرستوں) کا فعل ہے جس سے مسلمانوں کو احتراز کرنا چاہئیے اور اپنی دولت اللہ کی راہ میں صرف کرنی چاہئے' چراغاں کرنا اس لئے بھی درست نہیں ہے کیونکہ اسے انسان عبادت سمجھ کر کرتا ہے' جس کے کرنے پر اسے اجر کی امید ہوتی ہے۔

اور یہ عقیدہ کہ روحیں واپس آتی ہیں یہ قرآن وحدیث کے متصادم عقیدہ

ہے' مرنے کے بعد کسی کی روح دنیا میں واپس نہیں آتی ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ اور ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں [المؤمنون: 100] یعنی اللہ تعالی نے روحوں کو دنیا میں واپس آنے کے رستہ میں روک لگا رکھی ہے' اگر میت فاسق وفاجر ہے تو اس کی روح سجین اور اگر نیک ہے تو علیین میں یا پرندوں کے پیٹ میں رہتی ہے' یا جنت میں یا کسی اور جگہ رہتی ہے' اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن سب سے پہلے میں اٹھوں گا [صحیح بخاری 2412' صحیح مسلم 2374] روحوں کے دنیا میں آنے کا عقیدہ کفار ومشرکین کا ہے' دین اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے' اسی طرح کسی نئی روح کا جنم بھی نہیں ہوتا ہے' قیامت تک جتنی روحیں پیدا ہونے والی تھیں وہ ساری روحیں اللہ رب العالمین نے عالم ارواح میں پیدا کردی تھیں' عالم ارواح کا مطلب ہی ہے روحوں کی دنیا' وہاں جسم کا وجود نہیں تھا' اور یہ دنیا جسم وروح کی دنیا ہے' اب کسی نئی روح کی تخلیق ہوتی ہے نا ہی کسی کا نیا جنم ہوتا ہے۔

صلاۃ الفیہ (ہزاری نماز) کی حقیقت: شب برأت میں جہاں بہت ساری بدعات وخرافات کی جاتی ہیں انہی میں سے وہ صلاۃ بھی ہے جسے صلاۃ الفیہ کہا جاتا ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ صلاۃ سو رکعتوں پر مشتمل ہے ہر رکعت میں دس مرتبہ سورت الاخلاص پڑھی جاتی ہے اس طرح اس کے پڑھنے کی تعداد ایک ہزار ہو جاتی ہے اس لئے اسے صلاۃ الفیہ کہا جاتا ہے' یہ صلاۃ تکمیل اسلام کے پانچ سو سال بعد ایجاد کی گئی ہے' جو عبادت نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی جب اللہ تعالی نے دین اسلام کی تکمیل فرمادی تو اس نئی عبادت کو دین کا حصہ کیسے کہا جا سکتا ہے' علامہ طرطوشی رحمہ اللہ اپنی کتاب الحوادث والبدع صفحہ نمبر 121-122 میں اس بدعت کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں: کہ اس بدعت کا موجد نابلس (فلسطین کا ایک مشہور شہر) کا ابن ابی الحمراء نامی ایک شخص ہے جو سنہ

448 ہجری میں بیت المقدس آیا وہ بہت اچھی تلاوت کرتا تھا وہ پندرہویں شعبان کو مسجد اقصی میں صلاۃ پڑھنے لگا اس کی میٹھی آواز سن کر اس کے پیچھے ایک جماعت ہوگئی' پھر جب وہ اگلے سال آیا تو اس کے ساتھ بہت سارے لوگوں نے صلاۃ ادا کی' اس طرح اس کی کافی شہرت ہوگئی پھر بعد میں لوگوں نے اسے سنت کا درجہ دے دیا.

یہ ہے اس بدعت کی حقیقت جو نہ آپ ﷺ کی سنت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین وصحابہ کرام یا تابعین عظام کی بلکہ یہ ایک مجہول شخص کی ایجاد کردہ ایسی بدعت ہے جسے ہر مکتبہ فکر کے علماء کرام نے بدعت وناجائز قرار دیا ہے' اور اس کی فضیلت میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں اسے تمام محدثین عظام وعلماء کرام نے موضوع قرار دیا ہے' یہاں تفصیل کا موقعہ نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے امت محمدیہ پر یہ بڑا کرم کیا کہ دین کی تکمیل فرمادی' تکمیل دین کے بعد ہی آپ ﷺ کی وفات ہوئی' اور آپ ﷺ نے ہر نیک کام کی رہنمائی فرمادی ہے دنیا میں کوئی ایسا خیر نہیں ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے رہنمائی نہ فرمائی ہو' ماہ شعبان میں کئے جانے والے اعمال اگر خیر ہوتے تو آپ ﷺ خود اس پر عمل کرتے اور پھر اس کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے' آپ کے جانثار صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین عمل کرتے' جن کی سنتوں کو لازم پکڑنے کی آپ ﷺ نے تلقین ووصیت فرمائی ہے' اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو بھی عمل ایجاد کیا جائے گا وہ بدعت شمار ہوگا وہ عمل کرنے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا' قرآن وحدیث میں بدعت کی مذمت میں بکثرت نصوص وارد ہیں' ایک مسلمان اگر سنت پر عمل نہیں کرسکتا تو کم سے کم بدعت سے اجتناب اس کے لئے ضروری ہے' کیونکہ سنت پر عمل نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوگا البتہ بدعت کرنے سے ضرور گناہ ہوگا۔

اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہ شعبان عربی سال کا آٹھواں مہینہ ہے اس ماہ میں کثرت سے روزے (صوم) رکھنا نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ روزہ رکھتے تو ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہیں کریں گے اور جب افطار کرتے تو ہم کہتے کہ صوم نہیں رکھیں گے' اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو رمضان کے سوا کسی اور مہینہ میں پورا مہینہ صوم رکھتے ہوئے نہیں دیکھا' اور نہ ہی شعبان کے علاوہ کسی اور ماہ میں زیادہ صوم رکھتے ہوئے دیکھا۔[بخاری و مسلم] آپ ﷺ نے ماہ محرم کو مسنون روزوں کے لئے سب سے افضل و بہتر مہینہ قرار دیا ہے۔

اسی ماہ میں ازواج مطہرات رمضان کے روزوں کی قضاء کرتی تھیں' رمضان کے روزں کی قضاء کے لئے یہ آخری ماہ ہے ایسا شخص جس نے کسی شرعی عذر کی بناء پر رمضان کے کچھ روزے چھوڑ دیئے ہوں انہیں چاہئے کہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے قضاء کردیں ورنہ وہ گنہگار رہوں گے۔

اس مہینہ کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ اس ماہ میں اللہ کے دربار میں اعمال پیش ہوتے ہیں' اس ماہ میں نبی کریم ﷺ کے صوم رکھنے کی حکمت اور وجہ بھی یہی تھی جیسا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا آپ شعبان کے مہینہ میں اتنا صوم کیوں رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے جسے رجب اور رمضان کے درمیان پڑنے کی وجہ سے لوگ بھول جاتے ہیں جبکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ رب العالمین کے پاس اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے رہوں[مسند امام احمد ملاحظہ ہو ارواء الغلیل 103/4' سلسلہ احادیث صحیحہ رقم 1898].

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ شعبان میں آپ ﷺ کی اتباع

و پیروی میں کثرت سے صوم رکھنا چاہئیے' لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ ماہ شعبان میں صوم کی مشروعیت ابتدائی پندرہ دنوں میں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نصف شعبان کے بعد صوم رکھنے سے منع فرمایا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا) جب شعبان آدھا گذر جائے تو صوم نہ رکھو [مسند امام اُحمد' سنن ابوداؤد 2337' سنن ترمذی 738 وغیرہ] اس حدیث کی روشنی میں امام شافعی رحمہ اللہ نے ایسے شخص کو جسے صوم کی عادت نہ ہو نصف شعبان کے بعد صوم سے منع کیا ہے [لطائف المعارف ص260]

پندرہ شعبان کے بعد لگاتار صوم سے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ لگاتار پورا ماہ صوم رکھنے سے انسان کو کمزوری لاحق ہوسکتی ہے جس کی وجہ سے رمضان کے صوم جو فرض ہیں ان کے رکھنے میں مشقت اور پریشانی کا سامنا ہوسکتا ہے' جبکہ شعبان کے روزے صرف مسنون ہیں فرض نہیں' اس لئے آپ ﷺ نے امت مسلمہ پر رحمت و شفقت کرتے ہوئے نصف شعبان کے بعد صوم رکھنے سے منع فرمایا ہے واللہ اعلم' البتہ یہ واضح رہے کہ جو شخص سوموار اور جمعرات کو صوم رکھتا ہے یا اس پر ماہ رمضان کی قضاء ہے تو اس کے لئے نصف شعبان کے بعد بھی صوم رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس ماہ کی تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالی لوگوں کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے' ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نصف شعبان کی رات کو مطلع ہوکر مشرک و کینہ پرور کے سوا پوری مخلوق کو معاف کردیتا ہے [ابن ماجہ' سلسلہ صحیحہ 1652' صحیح الجامع 1819]

قارئین کرام! یہ تھی اس ماہ کی فضیلتیں اور اس ماہ میں ہمارے رہبر و قائد نبی کریم ﷺ کا وہ عمل جسے آپ کے سامنے احادیث کی روشنی میں بیان کردیا گیا ہے'

اس ماہ کے تعلق سے رسول اکرم ﷺ کی سنت اور معمول جان لینے کے بعد اب آیئے دیکھیں کہ اس ماہ میں آپ کی امت کا کیا عمل ہے؟. جب ہم امت مسلمہ کے اعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دوسرے مہینوں کی طرح اس مہینہ میں بھی بہت سارے ایسے اعمال انجام دیئے جاتے ہیں جن کا نبی کریم ﷺ کے اعمال و سنن سے دور دور کا واسطہ نہیں ہے' آنے والی سطروں میں انہیں اعمال کا تذکرہ پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کا حکم بیان کیا جارہا ہے۔

شب برأت اور اس کی حقیقت: اس ماہ کی پندرہویں رات کو شب برأت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' حالانکہ شب براءت کا لفظ کسی بھی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہوا ہے' احادیث میں شعبان کی پندرہویں رات کہا گیا ہے' کچھ علماء اس رات کی شب قدر جیسی فضیلتیں بیان کرتے ہیں' یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ اس رات پورے سال میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے' روزیوں میں اضافہ ہوتا ہے' عمریں بڑھائی جاتی ہیں' انہیں من گھڑت فضائل کے پیش نظر لوگ رات بھر جاگ جاگ کر دعائیں کرتے ہیں' اس رات انفرادی و اجتماعی عبادتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے' آتش بازیاں کی جاتی ہیں' پٹاخے داغے جاتے ہیں' مسجدوں کو چراغاں کیا جاتا ہے' قبروں کی اجتماعی زیارت کی جاتی ہے' پورے خاندان کے لوگ ایک ساتھ قبرستان جاتے ہیں وہاں پھول چڑھاتے ہیں' قرآن کریم یا اسکی بعض سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں' بیوہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کے شوہروں کی روحیں اس رات دنیا میں واپس آتی ہیں اس لئے بہترین قسم کے پکوان تیار کرکے ان کا انتظار کرتی ہیں' ہانڈیوں کے ڈھکن کھول دیئے جاتے ہیں' تاکہ روحوں کو کھانا تناول کرنے میں کسی قسم کی مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے' روحیں آتے ہی فورا کھانے میں مصروف ہوجائیں' کئی سالوں سے جو بھوکی پیاسی ہوتی ہیں' یہ کتنی خلاف عقل بات ہے کہ روحیں آسمان و زمین کی ساری بندشوں اور رکاوٹوں کو چیرتے ہوئے اپنے گھروں کو تو

آجاتی ہیں لیکن ڈھکن جیسی معمولی چیز کھولنے کی طاقت ان کے پاس نہیں ہوتی ہے' اسی لئے پہلے ہی ان کے ڈھکن کھول دیئے جاتے ہیں

شب برأت کی فضیلت میں قرآن کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے ﴿اِنّا أنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍاِنّا کُنّا مُنْذِرِیْنَ﴾ ہم نے اسے (قرآن کریم) کو مبارک رات میں نازل فرمایا' ہم لوگوں کو ڈرانے والے ہیں[الدخان: آیت نمبر3] حالانکہ ان کا یہ قول سراسر غلط و بے بنیاد ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اس آیت میں جس رات کو مبارک رات کہا ہے وہ رمضان کی شب قدر ہے نہ کہ شب برأت' کیونکہ قرآن مجید کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے نہ کہ شعبان کے مہینہ میں ارشاد ربانی ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ﴾ رمضان تو وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا[البقرة: آیت نمبر 185] دوسری جگہ اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنّا أنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ ألْفِ شَهْرٍ﴾ ہم نے اسے (قرآن کریم کو) شب قدر میں نازل فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے' شب قدر میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے[القدر آیت نمبر: 1-3].

اس سے بڑھ کر بابرکت رات کیا ہوگی کہ جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہو' ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ سورۃ الدخان کی آیت نمبر تین میں جس مبارک رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد شب قدر ہے نا کہ شب برأت' بلکہ اس سے شب برأت مراد لینا قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کی تکذیب ہے جس طرح قرآن کریم میں وضاحت و صراحت کے ساتھ فرمایا گیا کہ اس کا نزول ماہ رمضان میں ہوا ہے صحیح حدیث میں بھی وارد ہے کہ جتنی بھی آسمانی کتابیں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے اتاری گئیں سب ماہ رمضان ہی میں نازل کی گئی ہیں' واثلہ بن الأسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا: صحف ابراہیم رمضان کی پہلی رات' توراۃ ساتویں' انجیل چودہویں' زبور انیسویں اور قرآن پچیسویں رات میں نازل کیا گیا۔[مسند احمد' ملاحظہ ہو سلسلہ صحیحہ 1575' صحیح الجامع 1497].

شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں گناہوں کی مغفرت کے حوالہ سے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی جو حدیث بیان ہوئی ہے اس سے کسی عبادت کا ثبوت نہیں ملتا ہے' کیونکہ کسی دن یا رات کی فضیلت ثابت ہوجانے سے کسی خاص عبادت کا کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے' جس طرح فضیلت ثابت کرنے کے لئے دلیل چاہیے ٹھیک اسی طرح عبادت ثابت کرنے کے لئے بھی دلیل چاہیئے' مثال بہت ہی واضح ہے' نبی کریم ﷺ نے جمعہ مبارک کو سب سے بہتر دن قرار دیا ہے' وہ سارے دنوں کا سردار ہے' اس کی بہت ساری خصوصیات و فضیلتیں ہیں اسی دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا اسی دن قیامت بھی قائم ہوگی' اس دن ایک ایسی گھڑی ہے اس وقت بندہ جو سوال کرتا ہے اللہ اسے ضرور دیتا ہے' لیکن کوئی شخص صرف جمعہ کے دن یہ کہہ کر روزہ نہیں رہ سکتا کہ یہ بہت افضل دن ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمادیا ہے انسان جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور عبادت انجام نہیں دیتا ہے' اب اگر کوئی جمعہ کی فضیلتیں کو دیکھتے ہوئے' اس دن پچاس رکعت نماز پڑھے تو اس کا یہ عمل ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگا' اسی طرح اگر کسی رات کو عبادت کے لئے خاص کرنا جائز ہوتا تو جمعہ کی رات سب سے بہتر رات تھی' لیکن نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی رات کو اس کے دن کی فضیلتوں کے باوجود عبادت کے لئے خاص کرنے سے منع فرمایا' صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے: جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص مت کرو' وہی مثال پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کی ہے' جس نبی اقدس نے پندرہویں شعبان کی فضیلت بیان کی اس نبی نے اس